پاکستان کے دینی مدارس کے نصاب کا مطالعہ

محمد کاشف شیخ*

ABSTRACT:

Deeni Madaaris played active role in promotion of Islamic sciences as dominated centers of Muslim societies as well as in Pakistan. Ulemas and Graduates of Deeni Madaris have been considered as Inheritors of our Last Prophet Muhammad (Peace be on him) by the Hadith. So they have to do something different and better than others to promote knowledge and Islamic ethical values in the society. In this regard we have must to assess the curriculum and environment of Deeni Madaris about fulfillment of Rights of Prophet Muhammad (Peace be on Him). Study of Seerah is a practical and applicable branch of Islamic Sciences. In this paper i have analyzed the curriculum of educational boards of Deeni Madaris regarding study of Seerah as a mandatory subject to be included in syllabus. Applicable and doable recommendations and suggestions for Deeni Madaris authorities for the achievement of desired goals towards the rights of Prophet Muhammad Mustafa (peace be on him) being added as well.

Keywords: Deeni Madaaris, Carriculum, Environment, Education

اسلام کا مسلمانوں سے اولین تقاضہ ذات باری تعالیٰ اور محمد ﷺ پر سچے دل سے ایمان لانے کا ہے۔ اسلام کے سچے افکار وعقائد دل وجان سے تسلیم کرنے کے بعد ہر مسلمان پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے نہ صرف گہری محبت اور عقیدت رکھے بلکہ ان کی کامل اتباع کو اپنی زندگی کا مقصود حقیقی بنائے۔ سرکار رسالت مآب ﷺ کی حیات طیبہ کو مشعل راہ سمجھتے ہوئے ان کی تعلیمات کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا دائمی جزو بنایا جائے تو بلاشبہ دنیا اضطراب وکشمکش کے گرداب سے نکل سکتی ہے۔ اس لحاظ سے ضروری ہے کہ سیرت طیبہ اور حقوق مصطفیٰ ﷺ کا شعور عام کیا جائے۔ حقوق مصطفیٰ ﷺ کے تقاضوں سے متعلق مسلم امہ کو جن بنیادی چیلنجوں کا سامنا ہے ان میں سے ایک اہم چیلنج مسلمانوں کی سرکار رسالت مآب ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت وعقیدت اور ان کے اسوہ حسنہ اور تعلیمات کو اپنانے کا ہے۔ ہمارے ایمان وعقیدے کی سلامتی کے حوالے سے یہ مسئلہ خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔ حقوق مصطفیٰ ﷺ کے تقاضوں میں نمایاں اہمیت کا حامل ایک تقاضہ مسلم معاشرے کی ان خطوط پر تشکیل ہے جن خطوط پر نبی اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی مثالی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تھی۔ اسی طرح حقوق

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، صدر شعبہ علوم اسلامیہ فیکلٹی آف سوشل سائنسز، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

برقی پتا: kashif.sheikh@riphah.edu.pk

تاریخِ موصولہ: ۲۰۱۵/۴/۳ء

مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے میں سرکار رسالت مآب ﷺ کی ناموس اور حرمت کے تحفظ کا مسئلہ بھی عالمی سطح پر مسلم امہ کو درپیش مسائل میں ایک حساس معاملہ ہے، اس کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ مغربی ممالک کے مختلف اداروں اور ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لاتے ہوئے شان رسالت ﷺ میں گستاخی جیسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے پاس اپنے دائرے میں احتجاج کرنے کے سوا بظاہر کوئی دوسرا چارہ کار نہیں۔

یہ دیکھنا ضروری ہے کہ حقوق مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے میں مسلم دنیا کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے جن کا کچھ تذکرہ اوپر کیا گیا ہے، دینی مدارس ان کے تدارک میں کس حد تک کامیاب ہو سکے ہیں۔ اس ضمن میں دینی مدارس کے کردار کا جائزہ دو اعتبار سے لیا جا سکتا ہے۔ ایک تو دینی مدارس کا ماحول (Environment) ہے، نیز یہ کہ تعلیمی اداروں کا نصاب اس ادارے کے ماحول کی تشکیل پر اثر انداز ہوتا ہے اس اعتبار سے دینی مدارس میں رائج نصابِ درس (Curriculum) کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔ دوسرا پہلو جس کا جائزہ دینی مدارس کے کردار کے ضمن میں لینا ضروری ہے وہ دینی مدارس کے پاکستانی معاشرے پر پڑنے والے اثرات ہیں۔ ان سطور میں دینی مدارس کے ماحول، نصاب درس اور اثرات کا جائزہ اس تناظر میں لیا جا رہا ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس حقوق مصطفیٰ ﷺ کے تقاضوں کی تکمیل میں کس حد تک کامیابی کے ساتھ اپنا کردار ادا کر سکے ہیں اور دینی مدارس کو کس طرح ان تقاضوں سے مزید ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔

حقوق مصطفیٰ ﷺ کے تقاضے اور دینی مدارس کا ماحول:

دین اسلام جس نہج پر اپنے ماننے والوں کی تربیت کرتا ہے اس میں یہ پہلو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جس فرد کی حیثیت جتنی بلند ہو اس پر ذمہ داری کا بوجھ اسی قدر زیادہ ہو گا۔

یہ معاملہ صرف افراد کا نہیں۔ افراد کے اجتماع سے ہی معاشرے وجود میں آتے ہیں لہٰذا معاشرے کی تشکیل پر اثر انداز ہونے والے ادارے اپنی اجتماعی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ دینی مدارس کا شمار معاشرے کے ان تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے جو خالصتاً اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہیں۔ اس اعتبار سے ضروری ہے کہ دینی مدارس کا کردار عام مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ متحرک، مؤثر اور فعال ہو۔ اسلام سرکار رسالت مآب ﷺ کے ساتھ گہری محبت و عقیدت اور ان کی کامل اتباع کا درس دیتا ہے عام مسلمانوں کی طرح ان کے قائم کردہ دینی اداروں کے ذمہ داران پر بلا امتیاز یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات کو اپنے مجموعی ماحول اور نظام و نصاب کے ذریعے اجاگر کریں۔ ان تعلیمی اداروں میں عمل تدریس سے وابستہ افراد پر لازم ہے کہ وہ سرکار رسالت مآب ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور طریق تعلیم و تربیت کو حرز جان بنائیں اور حقوق مصطفیٰ ﷺ کے تقاضوں کا شعور و ادراک پروان چڑھائیں۔ قرآن حکیم میں ان تقاضوں کو اپنانے کی تلقین واشگاف انداز میں کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: ''اے نبی ﷺ ہم نے تم کو شہادت دینے والا، بشارت دینے والا اور

خبر دار کر دینے والا بنا کر بھیجا تا کہ اے لوگو، تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اُس کا (یعنی رسول ﷺ کا) ساتھ دو، اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو"۔ (الفتح ۴۸:۸-۹)

دینی مدارس کے قیام کا مقصد اسلام کے احکامات پر حقیقی معنوں میں عملدرآمد کی راہ ہموار کرنا ہے اور دینی مدارس میں اسی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دینی مدارس کے ذمہ داران بطریق اولیٰ اُن پر عملدرآمد کے پابند ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان اور محبت و اطاعت کے تقاضوں کو پورا کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے جو جماعت تشکیل دی اور پھر اس جماعت کو ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے حق کی بالادستی کا مشن پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ انہوں نے مدینہ طیبہ جیسی مثالی اسلامی فلاحی ریاست قائم کی جس کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ اس عظیم مشن کی تکمیل جس مبارک ہستی کے ذریعے ہوئی اُن کے اسلوبِ دعوت اور طریقہ تربیت کے مطابق دینی مدارس کے ماحول کو ڈھالنا ارباب مدارس پر لازم ہے۔ دینی مدارس تحفظ نظریہ اسلام کے ضامن سمجھے جاتے ہیں۔ عام تاثر یہی ہے کہ دینی مدارس سرکار رسالت مآب ﷺ کی تعلیمات کی ترویج میں سب سے بڑھ کر کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے دینی مدارس کے ماحول کا جائزہ لینا اور ان پہلوؤں کی نشان دہی کرنا جن میں بہتری کی گنجائش موجود ہو، دشوار امر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک کی روشنی میں دینی مدارس سے وابستہ علماء کو جو نسبت رسول اکرم ﷺ سے ہو سکتی ہے، اس پہلو سے علمائے دین کی ذمہ داریاں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں۔

حدیث رسول اکرم ﷺ ہے:

> حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے "جو شخص حصولِ علم کے راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کیلئے جنت کے راستوں میں ایک راستہ آسان کر دیتے ہیں اور فرشتے طالب علم کی خوشی کیلئے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں۔ زمین و آسمان کی سب چیزیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی عالم کیلئے مغفرت طلب کرتی ہیں۔ عالم کو عبادت گزار پر ایسی ہی فوقیت حاصل ہے جیسے چودھویں کے چاند کو دیگر ستاروں پر فوقیت حاصل ہے۔ علماء انبیاء کرامؑ کے وارث ہیں اور انبیاء کرامؑ نے وراثت میں درہم و دینار نہیں بلکہ علم چھوڑا ہے، جو اس علم کو حاصل کر لے گویا اس نے بڑا حصہ حاصل کر لیا"۔ (۱)

تربیت و تزکیہ:

تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس سے متعلق سرکار رسالت مآب ﷺ کے فرائض منصبی قرآن حکیم میں چار مقامات پر بیان کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں سورہ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> "درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی کتاب انھیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی

کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے"۔ (ال عمران ۳:۱۶۴)

قرآن حکیم میں رب کائنات نے جس طرح نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد تعلیم وتربیت دونوں کو قرار دیا ہے اسی طرح نبی ﷺ نے تربیتِ اخلاق کو جو درحقیقت تزکیہ نفس کا دوسرا نام ہے، اپنی آمدِ مسعود کا مقصد بیان کیا ہے۔

رسول ﷺ کا فرمان ہے: "مجھے حسنِ اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث کیا گیا ہے"۔(۲)

ان ارشاداتِ گرامی کی وجہ سے مسلمانوں میں اول روز سے تربیت وتزکیہ واصلاحِ نفس کو تعلیم کا لازمی جزو سمجھا جاتا رہا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ کام ایک مستقل شعبے کی حیثیت اختیار کرگیا۔ اقامتی مدارس کے قیام کا ایک اہم مقصد یہی رہا ہے کہ طلبا کی تربیت کا کام بہتر انداز سے انجام دیا جاسکے۔(۳)

دینی مدارس کے نظام تربیت کے بارے میں بعض حلقوں کی جانب سے یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ دینی مدارس کا نظام تربیت پہلے جیسا نہیں رہا اور کئی دینی مدارس میں فکری واخلاقی تربیت کا نظام موجود نہیں ہے۔(۴) یہ سوال اس لحاظ سے اہم ہے کہ اگر دینی مدارس میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا نظام ختم ہوگیا ہے تو ان دینی مدارس کی کیا افادیت باقی رہ جاتی ہے؟ کمزوریوں کا صدور تو ناممکن نہیں لیکن مدارس کا مقصدِ وجود سوائے اس کے اور کیا ہے کہ ان مدارس میں پڑھنے والے اعلیٰ کردار وعمل اور اخلاق حسنہ کے حامل ہوں، دین کا ابلاغ اور ترویج پوری صلاحیت کے ساتھ کرسکتے ہوں۔

آج کے دور میں امت مسلمہ جس علمی وفکری انحطاط سے دوچار ہے اس کا اثر دینی مدارس پر بھی بجا طور پر پڑا ہے۔ علمی وفکری انحطاط سے دوچار معاشرے میں دینی مدارس اپنے کردار اور اثرات کے اعتبار سے کس مقام پر کھڑے ہیں، اس کا ازسرِ نو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ دینی مدارس کیلئے مدارس کے اساتذہ، طلبہ اور دیگر متعلقین کی ہمہ پہلو تربیت ایک بڑا چیلنج ہے تاکہ ان میں حصول علم کی تڑپ، بلند کردار وعمل، اعلیٰ اخلاقیات، ذوقِ تحقیق وجستجو جیسے اوصاف پروان چڑھائے جاسکیں۔ اور یہ بھی دیکھا جائے کہ انبیائے کرامؑ کے جانشین کہلانے والے معاشرے میں سر اٹھا کر جینے کے قابل ہیں یا احساسِ کمتری سے دوچار ہیں۔ ان کا معاشرے کے عام لوگوں سے میل جول کس قدر ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اپنے محدود حلقہ اثر سے باہر نکلنے پر آمادہ ہی نہ ہوں، انہیں محدود خول سے باہر نکالنے کے ساتھ ان میں آفاقی سوچ (World view) پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ شرق وغرب میں پھیلی ہوئی امت مسلمہ کے مسائل کا ادراک کرتے ہوئے اس کے حل کے لیے مشترکہ کوششوں کی راہ ہموار کی جاسکے۔ حقوق مصطفیٰ ﷺ کے تقاضوں پر بات ہورہی ہے تو یہ بھی ضرور پیشِ نظر رکھنا ہوگا کہ مستشرقین (Orientalists) گزشتہ کئی صدیوں سے مشرقی علوم کو بالعموم اور اسلامی علوم کو بالخصوص اپنے مطالعے اور تحقیق کا موضوع بنائے ہوئے ہیں اور ان مستشرقین نے جہاں دیگر اسلامی علوم پر خامہ فرسائی کی وہیں کئی افراد نے سیرت کے حوالے سے بھی کام کیا۔ اس سلسلے میں مستشرقین میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے علمی دیانت کا پاس کیا ہو، زیادہ تر کا اصل ہدف سیرت پر اعتراضات کے ذریعے مسلمانوں کی مرکزِ عقیدت ومحبت ہستی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ

مسلمانوں کے تعلق کو کمزور کرنا تھا۔مغربی استعمار نے مستشرقین اور عیسائی مبلغین (Missionaries) کے ذریعے اسلام بالخصوص نبی اکرم ﷺ کی مبارک ہستی کے خلاف ریشہ دوانیوں کا جو سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے اس کے بارے میں دینی مدارس میں آگاہی نہ ہونے کے برابر ہے۔حالات کی سنگینی کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ناموس اور حرمت کا تقدس پامال کیا جارہا ہو اور علوم دین کو فروغ دینے والے ادارے اس کا معقول جواب دینے سے قاصر رہیں۔

اسلامی مفہوم کے اعتبار سے تربیت کے دائرہ کار میں کافی وسعت ہے۔تربیت میں صرف فکر اور عقیدہ کی اصلاح ہی نہیں بلکہ اخلاق و کردار کی تعمیر بھی شامل ہے۔جسمانی صحت و نشو و نما، طرز بود و باش، سلیقہ و تہذیب، مہارتوں اور صلاحیتوں کی آبیاری (Skills Development) یعنی شخصیت سازی (Personality Development) کے جملہ لوازمات عمل تربیت کا حصہ ہیں۔عصر حاضر میں تعلیمی اداروں میں ہم نصابی سرگرمیوں (Co-curricular Activities-) کا جو تصور ملتا ہے اس کا وجود عہد رسالت مآب ﷺ میں بھی تھا۔سرکار رسالت مآب ﷺ کی تعلیمات سے اس سلسلے میں جو رہنمائی ملتی ہے اسکے مطابق آپ ﷺ کے عہد میں گھوڑ دوڑ، اونٹ دوڑ، تیراکی، تیراندازی، کُشتی، دوڑ، شمشیر زنی جیسے کھیلوں اور جسمانی تربیت کے عوامل کو فروغ دیا گیا۔رسول اکرم ﷺ نے تحصیلِ علم کے ساتھ جسمانی اور ذہنی صحت کی سرگرمیوں کو یکجا کر کے تعلیم و تربیت کا نظام تشکیل دیا۔یہ نظام بعد میں آنے والے تعلیمی اداروں کے منتظمین اور ماہرینِ تعلیم کے لئے قابلِ تقلید مثال بنا۔(۵)

نبی ﷺ نے ایک روایت میں قوی مومن کو ضعیف مومن کے مقابلہ میں افضل قرار دیا۔(۶) بعض روایات میں تیراندازی، تیراکی اور شہسواری سکھانے کی تلقین کی گئی ہے۔(۷)

کسی دور میں کھیلوں کے مقابلے اور ذہنی آزمائش کی سرگرمیاں وقت کا ضیاع سمجھے جاتے تھے لیکن اب خصوصیت کے ساتھ بڑی دینی جامعات میں طلبہ کی ہمہ جہت تربیت اور نشو و نما کیلئے ہم نصابی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔اس سلسلے میں ملک کی نامور دینی جامعات سے حاصل شدہ معلومات کی روشنی میں درج ذیل تجزیہ امید افزا ہے:''اکثر بڑی دینی جامعات میں باقاعدہ تقریری مقابلے ہوتے ہیں۔اس کیلئے طلباء کو ابھارا جاتا ہے، دیواری اخبارات بھی نکالے جاتے ہیں جن میں طلباء اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔''(۸)

ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس طلباء کی تربیتی سرگرمیوں اور وسائل کے حوالے سے یکساں معیار کے حامل ہوں۔وسائل کی دستیابی سے قطع نظر یہ تو عین ممکن ہے کہ تربیت کا باقاعدہ نصاب ہو، اس کیلئے باقاعدہ وقت مختص کیا جائے اور اس کے جائزے اور جانچ کا نظام وضع کیا جانا چاہیے۔تربیتی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو خصوصی نوعیت کے پیش آمدہ مسائل و مشکلات پر قابو پانے کیلئے حکمتِ عملی تیار کریں۔(۹)

اس میں کوئی شک نہیں کہ تربیت صرف فکر و عقیدہ اور اصلاح و پاکیزگی کا نام نہیں۔تعمیرِ شخصیت کیلئے ہمہ جہت صلاحیتوں کو پروان چڑھانا ضروری ہے۔اس سلسلے میں دینی مدارس کیلئے تجویز کیا گیا ہے کہ:

''مدارس کے پیش نظر یہ مقصد ہونا چاہیے کہ وہ طلباء کی شخصیت کی ایسی تعمیر کریں کہ وہ مستقبل میں معاشرے کے مفید شہری بن سکیں۔اگر علمائے کرام فی الواقع رسولﷺ کے ورثاء ہیں اور حقیقت میں معاشرے میں قائدانہ کردار ادا کرنا چاہتے ہیں تو انھیں اپنے طلباء میں قائدانہ کردار اور صلاحیت پیدا کرنی ہوگی تا کہ امتِ مسلمہ کی ترقی وفلاح کیلئے مطلوب اسلامی فکروذہن کے رجالِ کار کی تیاری کے معاملے میں وہ خود کفیل ہوسکیں۔'' (۱۰)

تصور ونظریہ تعلیم:

نبی کریمﷺ کا قائم کردہ نظام تعلیم دوسرے نظام ہائے تعلیم سے یکسر مختلف تھا۔نبی کریمﷺ نے اسلامی نظام تعلیم کو خالق کائنات کی وحدانیت اور حاکمیت پر کامل یقین کے ساتھ آخرت میں رب کائنات کے سامنے جواب دہی کے احساس کو پروان چڑھانے کے بنیادی تصور پر استوار کیا تھا۔نبی کریمﷺ نے تعلیم کو عبادت کا درجہ دیا جس کی رو سے دنیاوی جاہ وحشمت،شہرت وناموری اور مال ودولت کے بجائے اول وآخر مقصد اسلامی تعلیمات کی اشاعت وترویج کے ذریعے رضائے ربانی کا حصول قرار پایا۔

تعلیم کو تقرب الٰہی کا ذریعہ قرار دینے سے عمل تعلیم میں کاروباری اور پیشہ وارانہ سرگرمی سے بڑھ کر اخلاقی وروحانی خشیت،خوفِ خداوندی،تقویٰ اور للّٰہیت کے مومنانہ اوصاف کی آبیاری ہوئی۔یہی وجہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ باہمی احترام وعقیدت اور تعاون وہم آہنگی کے جذبات کو مہمیز ملی۔آخرت کی جواب دہی کے تصور سے معلم اور متعلّم دونوں کے طرز فکر وعمل میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی جس کا اثر عمل تعلیم سے وابستہ افراد کے اخلاق وعادات اور کردار پر پڑا۔ان میں مصلحت پسندی سے گریز اور قبولیت حق کیلئے ہر قسم کے ذاتی مفاد و مصلحت کی قربانی کا جذبہ پیدا ہوا۔وسعتِ ظرفی،غمگساری،قناعت،ایثار اور ہمدردی ان کا شعار بن گئے۔نتیجتاً ان اصلاح یافتہ افراد سے جو معاشرہ پروان چڑھا اس میں مختلف رنگ،نسل،زبان،قوم وقبیلے اور وطن کے لوگ باہم شیر وشکر ہوگئے۔(۱۱)

اربابِ دینی مدارس اس آئینے میں اپنے کردار اور اثرات کا جائزہ لے کر اصلاح طلب پہلوؤں پر اپنی توجہ مبذول کر سکتے ہیں۔پہلی اسلامی اقامتی درسگاہ کے طور پر مدینہ منورہ میں مسجد نبویﷺ کے ساتھ قائم صفہ نامی چبوترے کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔اصحابِ صفّہ نے اپنے آپ کو حصولِ علم کیلئے وقف کردیا تھا اور عبادات کی خاطر یہ حضرات مستقل مسجد میں قیام کرتے تھے۔وہ غریبانہ اور زاہدانہ زندگی کے عادی تھے۔حصولِ علم اور عبادت میں گہری مشغولیت کے باوجود اصحابِ صفّہ نے اپنے آپ کو عام معاشرتی زندگی اور جہاد میں شرکت سے الگ نہیں کرلیا تھا۔(۱۲)

رسول اللہﷺ بذاتِ خود اصحابِ صفّہ کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔آپﷺ ان کی پوری خیر خبر رکھتے،ان کے پاس روزانہ جایا کرتے اور اگر ان میں سے کوئی بیمار ہوجاتا تو اس کی تیمارداری فرماتے۔مختلف معاملات میں اصحابِ صفّہ کی رہنمائی،دینی امور کی تعلیم اور سبق آموز واقعات کے ساتھ تفہیم قرآن نبی کریمﷺ کا عام معمول تھا۔جب بھی آپﷺ

کو کہیں سے صدقہ موصول ہوتا تو آپ ﷺ اس میں سے کچھ لیے بغیر جوں کا توں اصحاب صفّہ کیلئے روانہ فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی آپ ﷺ کوئی تحفہ وصول کرتے تو اصحابِ صفّہ کو بھی اس میں ضرور شریک کرتے۔ایک موقع پر رسول ﷺ کے پاس کچھ جنگی قیدی لائے گئے۔جب حضرت فاطمہؓ کو معلوم ہوا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ایک باندی عنایت کرنے کی درخواست کی جو گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹا سکے۔نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں تمہیں دوں اور اہلِ صفّہ کو بھوکا چھوڑ دوں؟'' حالانکہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہؓ کی گھریلو مشکلات سے بخوبی آگاہ تھے۔(۱۳)

سوال یہ ہے کہ کیا آج ہمارے اندر یہ جذبہ اور خلوص موجود ہے؟عشق مصطفیٰ ﷺ کے جذبے سے سرشار ملتِ اسلامیہ کو حقوقِ مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کا ادراک کرنا ہوگا۔

طہارت وپاکیزگی:

اسلام نے عقیدے،کرداراور اخلاق کی پاکیزگی کے ساتھ ظاہری طہارت وپاکیزگی کو بھی نمایاں اہمیت دی ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:''طہارت اور صفائی ایمان کا (نصف) حصہ ہے''۔(۱۴)

نبی کریم ﷺ سے دانت کی صفائی کیلئے مسواک کرنے کی سخت تاکید مروی ہے۔بالوں کے سنوارنے،تیل لگانے، بڑھے ہوئے ناخن کاٹنے،طہارت اور غسل،پنج وقتہ نمازوں کیلئے وضو اور گھروں کو صاف ستھرا رکھنے کی ترغیب بھی احادیثِ مبارکہ میں ملتی ہے۔بدن،لباس اور آس پاس کے ماحول کی صفائی ستھرائی کا ذہنی وجسمانی صحت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔دینی مدارس میں جس قدر اہتمام کے ساتھ وضو،غسل اور نجاستوں سے حصول طہارت کے احکام مفصّل طور پر پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں،اسی قدر صفائی ستھرائی کا اہتمام یقینی بنانا چاہیے۔اسلامی نقطہ نگاہ سے تمام مسلمانوں پر اپنی اور اپنے آس پاس کے ماحول کی صفائی کا خیال رکھنا لازم ہے،اس لحاظ سے انتظامیہ،اساتذہ،طلبہ اور دیگر عملے کی مشترکہ کوششوں سے تعلیمی اداروں کے نظم ونسق کی طرح ماحول کی صفائی ستھرائی با آسانی رکھی جاسکتی ہے۔اسلام میں طہارت ونظافت کی غیر معمولی اہمیت کی بنا پر مسلمان مفکرین تعلیم نے متعلمین (طلبہ) کو مختلف ہدایات جاری کی ہیں۔مثال کے طور پر ساتویں صدی ہجری کے مشہور مسلم مفکر تعلیم علامہ برہان الاسلام الزرنوجی کی طلبہ کو دی گئی ہدایات ملاحظہ فرمایئے۔

''معلم کے احترام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کتاب کا احترام بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے اس کے لئے طالب علم کتاب کو بلا وضو نہ چھوئے''۔(۱۵)

جسمانی صحت کا خیال رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے علامہ زرنوجی نے لکھا ہے:

''بلغم اور دوسری رطوبات کی جسم میں کثرت سے انسان سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے اور اسے کم کرنے کیلئے خوراک گھٹانے کی کوشش کرنی چاہیے''۔(۱۶)

علامہ زرنوجی نے طالب علم کو تقویٰ کی تلقین کرتے ہوئے جو ہدایات دی ہیں وہ یہ ہیں:

"کامل تقویٰ کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ (طالب علم) شکم سیری، زیادہ سونے اور بلافائدہ زیادہ گفتگو سے گریز کرے نیز یہ کہ جس حد تک ممکن ہو بازار کے کھانے سے احتراز کرے"۔(۱۷)

مدارس میں اقامت کا اور مطبخ کا انتظام ہوتا ہے۔ان مقامات پر صفائی ستھرائی کے علاوہ ہر چیز میں سلیقہ وقرینہ زندگی میں نظم وضبط کی علامت ہے۔درسگاہ اور اقامت گاہ میں صفائی ستھرائی کیلئے رنگ روغن اور جھاڑ پونچھ کے ساتھ بامقصد آرائش کا اہتمام بھی کیا جائے۔قرآن کی آیات، نبی ﷺ کی احادیث، شخصیات کے تذکروں، موزوں اشعار، خطاطی کے فن پاروں سے تعلیمی اداروں کے درودیوار کو مزین کیا جائے تو ان کتبات سے آرائش ونمائش ہی نہیں بلکہ طلباء کے ذوقِ جمالیات کی آبیاری بھی ہوگی۔اور یہ کتبات خاموش معلم کا کردار بھی ادا کریں گے۔جس حد تک ممکن ہو درسگاہ میں خوبصورت پھولوں کے گملے سجا کر یا پھلواری بنا کر باغبانی کی جائے۔(۱۸)

تدریسی حکمتِ عملی:

اسلام میں اہمیتِ تحریر وکتابت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابتدائی وحی میں حصول علم کی ٹیکنالوجی کے طور پر قلم کو متعارف کرادیا گیا۔قرآن مجید کی ایک سورہ میں قلم کی قسم بھی کھائی گئی ہے۔نبی ﷺ کتابتِ وحی کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔نزولِ قرآن کی برکت سے جہاں نت نئے علوم وفنون کے آغاز وارتقاء کی راہ ہموار ہوئی وہیں کتابتِ وحی اور کاتبین وحی کا ایک مستقل سلسلہ قائم ہوگیا جو نزول وحی تک جاری رہا اور یہ سلسلہ کتابتِ وحی تک محدود نہ رہا بلکہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں ہی آپ ﷺ کے اقوال وارشادات، اعمال وسنن، سلاطین وملوک کے نام خطوط، معاہدے، حکم نامے، امان نامے، ہبہ نامے، مردم شماری، خطبات اور کئی دوسری نوعیت کی تحریریں ضبطِ تحریر میں لائی گئیں۔(۱۹)

دینی مدارس میں زیادہ تر سننے سنانے پر انحصار کیا جاتا ہے۔تدریسی عمل میں کتابت اور تحریر کی مشق نہیں کرائی جاتی۔یہ صورتحال اس وقت ناگفتہ بہ ہوجاتی ہے جب مدرسہ کے فارغ التحصیل تحریر اور تقریر دونوں صلاحیتوں سے بے بہرہ ہوں۔اس طرح کی صورتحال سامنے آنے سے دینی مدارس کی مقصدیت اور افادیت دونوں پر لامحالہ سوال اٹھتے ہیں۔

اسلام میں علم برائے حصول معلومات کے بجائے علم برائے عمل اور علم برائے ابلاغ واصلاح کو مقصدِ تدریس قرار دیا گیا ہے۔نبی ﷺ اس مقصد کے حصول کیلئے مختلف طریقے اور حکمت عملی (Strategy) بروئے کار لاتے تھے۔نبی ﷺ کی تدریسی حکمت عملی کے چند نمایاں پہلو ذیل میں مذکور ہیں۔

انفرادی اختلافات:

صحیح بخاری کتاب العلم میں روایت نقل کی گئی ہے۔نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم وہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے۔جو

زمین پر خوب برسے، پھر زمین کے اچھے قطعے اس پانی کو جذب کرتے ہیں اور خوب سبزہ اور گھاس اگاتے ہیں، زمین کے بعض قطعے سخت ہوتے ہیں وہ پانی کو روک لیتے ہیں اور اس پر جھیل سی بن جاتی ہے، اس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچتا ہے لوگ اس کو پیتے پلاتے ہیں اور اپنے کھیتوں کو اس سے سیراب کرتے ہیں۔ زمین کے بعض حصے چٹیل میدان ہوتے ہیں وہ پانی کو جذب کر لیتے ہیں مگر وہ کوئی سبزہ گھاس نہیں اگاتے۔ پہلی مثال اس شخص کی ہے جس نے علم دین کو سمجھا اور اس علم و ہدایت سے نفع اٹھایا اور مستفید ہوا جو اللہ تعالیٰ نے میری وساطت سے نازل فرمائے ہیں۔ دوسری مثال اس شخص کی ہے جس نے خود بھی سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور تیسری مثال اس شخص کی ہے جس نے توجہ نہیں دی اور اللہ تعالیٰ کی جو ہدایت میرے ذریعے پہنچی تھی اس کو قبول نہیں کیا''۔(۲۰)

نبی ﷺ کی تیار کردہ جماعت میں مختلف صلاحیت اور مختلف مزاج کے حامل لوگ موجود تھے لیکن ہر ایک سے اس کی طبیعت کے مطابق کام لینا نبی ﷺ کا کارنامہ تھا۔ نبی کریم ﷺ کی اس حکمتِ عملی کو مدِّ نظر رکھ کر دینی مدارس سے وابستہ طلبہ و اساتذہ کی صلاحیتوں سے دین کی اشاعت کے لیے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

تدریسی طریقے:

نبی ﷺ کے خطبات اختصار و جامعیت کا حسین مرقع ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی امتیازی خصوصیات میں بطور خاص ان کا ذکر فرمایا ہے: ''مجھے مختصر اور انتہائی معنی خیز کلمات کے ہمراہ مبعوث کیا گیا ہے''۔(۲۱)

نبی ﷺ کے مختصر خطبات میں حکمت و بصیرت کا ایک جہاں پنہاں ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ کے تدریسی طریقوں میں خطاب (Lecture)، سوال جواب، مظاہراتی (Demonstration)، تمثیلی، تفویضِ کار (Assignment)، عملی (Practical) اور کتاب خوانی (Text Book) جیسے تدریسی طریقے قابل ذکر ہیں، لیکن دینی مدارس ان میں سے کس قدر طریقے اپناتے ہیں اس میں ان کے لیے توجہ کے کئی پہلو موجود ہیں۔

ایک بار نبی ﷺ نے قرآن حکیم کی سورہ الانعام آیت ۱۵۳ تلاوت فرمائی اور اس آیت کی توضیح نبی ﷺ نے لکیریں کھینچ کر کی جس کی تفصیل روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: "هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ "، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا. عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: هَذِهِ سُبُلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيهِ، ثُمَّ تَلَا: وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ(۲۲)

اسی طرح ایک بار بکری کے مردہ بچے کی طرف اشارہ کر کے دنیا کی بے ثباتی کو واضح کیا۔ نماز سے گناہوں کے جھڑنے کی تمثیل پت جھڑ کے موسم میں درخت کی ٹہنیاں ہلا کر دی۔ ان تینوں مثالوں میں تمثیلی، مظاہراتی طریقے بھی ہیں اور سمعی

وبصری معانتوں کا استعمال بھی نہایت مؤثر انداز میں ملتا ہے۔ جو دینی مدارس کے مدرّسین کے لیے قابلِ تقلید ہے۔

تعلیمی نفسیات:

رسول اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کی نفسیات اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر اس کے مطابق مسائل کا حل یا تدارک فرمایا کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے مختلف افراد کے ایک جیسے سوال کے مختلف جواب ارشاد فرمائے، جس میں سائل کی حقیقی ضرورت کی تکمیل کا راز پوشیدہ تھا۔

غزوہ حنین سے واپسی پر انصار کے مال غنیمت میں سے حصہ نہ پانے کے شکوے کو کس خوبصورت انداز میں زائل فرمایا۔ آپ ﷺ کا یہ خطاب اپنی مثال آپ ہے جس سے انصار کو لاحق پریشانی نہ صرف یہ کہ دور ہوگئی بلکہ وہ نبی کریم ﷺ کے اور زیادہ قریب ہوگئے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا تھا:

> ''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ اور لوگ تو اپنے گھروں کو مالِ غنیمت لے کر پلٹے اور تم اپنے گھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پلٹو۔ انصار جس وادی یا گھاٹی میں چلیں گے میں بھی اسی وادی یا گھاٹی میں ان کے ہمراہ چلوں گا.... اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ہوتا''۔(۲۳)

تدریسی حکمت عملی کے حوالے سے اسوۂ رسول ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے دینی مدارس میں رائج تدریسی طریقوں کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ دینی مدارس کس حد تک ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ضرورت عمل کے احساس کے ساتھ تصویر کا دوسرا رخ بطور امید افزا حقیقت کے ضرور سامنے رہنا چاہیے کہ زیادہ تر مدارس میں تدریس اب بھی روایتی انداز میں ہوتی ہے البتہ اب بعض بڑی دینی جامعات میں غیر روایتی انداز تدریس کے تجربات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کراچی میں جامعۃ الرشید، جامعہ اشرف المدارس، دارالعلوم کراچی اور پشاور میں جامعہ عثمانیہ ایسے مدارس ہیں جن میں تدریسی عمل میں نت نئے تدریسی معاونات کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ ان میں سے چند مدارس میں ملٹی میڈیا کا استعمال کثرت سے کیا جانے لگا ہے۔ خود اسباق کو پڑھانے کے حوالے سے طرقِ تدریس میں مثبت تبدیلی مشاہدے میں آ رہی ہے۔ اساتذہ درس کو مفید تر بنانے کیلئے نسبتاً زیادہ موثر طریقوں سے طلبہ کو پڑھانے اور سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک اور نمایاں بات یہ بھی نوٹ کی گئی ہے کہ جدید طرقِ تدریس اپنانے والے اساتذہ اکثر نوجوان ہیں۔ کلاس کے دوران سبق کو زیادہ Interactive (متحرک وموثر) بنانے اور طلبہ کو سوالات کرنے پر ابھارا جانے لگا ہے جبکہ جسمانی سزا میں شہروں میں واقع بڑی دینی جامعات میں بالخصوص اور دیگر علاقوں میں بھی کمی واقع ہوئی ہے۔(۲۴)

اس کے باوجود دینی مدارس میں تربیت اساتذہ کے کورسز کی ضرورت کا احساس شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ تاہم دو تین بڑے دینی جامعات کے سوا کہیں اس کا باقاعدہ اہتمام نہیں کیا گیا۔(۲۵)

عصری تقاضے:

اسوۂ رسول اکرم ﷺ کے ایک ایک گوشے پر نگاہ ڈالتے جایئے یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ نبی ﷺ وقت کے تقاضوں کو پوری

طرح ملحوظ خاطر رکھتے تھے اس سلسلے میں چند ایک واقعات بطور مثال پیش کیے جا رہے ہیں جو سیرت طیبہ کا روشن باب ہیں:

کوہ صفا پر: اللہ تعالیٰ کے حکم سے قرابت داروں کو علیحدہ سے جمع کر کے دعوت دینے کے بعد نبی ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کے تمام لوگوں کے سامنے دین کی بنیادی دعوت پیش کی۔ایک تو پکارنے کیلئے اس وقت کا معروف انداز "واصباحاہ" (ہائے صبح) کے الفاظ استعمال کیے۔ایک ایک قبیلے کا نام لے کر پکارا، اہل عرب کے ہاں دشمن کے حملے سے آگاہ کرنے کیلئے کسی بلند مقام پر چڑھ کر انہی الفاظ میں پکارا جاتا تھا۔(۲۶)

دارارقم: مشرکین مکہ کیساتھ کھلم کھلا تصادم سے بچنے کیلئے تعلیم کتاب اور تزکیہ نفس کا کام ارقم بن ابی ارقمؓ کے مکان پر جو کوہ صفا پر واقع تھا اور سرکشوں کی نگاہوں اور ان کی مجلسوں سے دور الگ تھلگ تھا، جاری کیا گیا۔مسلمانوں کے اجتماع اسی مکان پر ہوا کرتے تھے۔(۲۷)

ہجرتِ مدینہ: ہجرت مدینہ میں نبی کریم ﷺ کن کن نزاکتوں کو پیش نظر رکھا، تفصیل کا یہ موقع نہیں لیکن اس سفر کا آغاز ایسی ہی ایک تدبیر سے ہوا جو اس وقت کا تقاضہ تھی کہ دشمن کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے مدینہ کا عام راستہ جو مکہ سے شمال کے رخ پر جاتا ہے، اسے چھوڑ کر یمن کی طرف جانے والا راستہ جو مکہ کے جنوب میں واقع ہے وہ اختیار فرمایا۔(۲۸)

پھر یہ پورا سفر نبی کریم ﷺ کی حسن تدبیر اور حسن انتظام و منصوبہ بندی کا شاہکار ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک جیتا جاگتا معجزہ بھی۔

قبا میں پہنچتے ساتھ ہی مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر اور مسلمانوں میں بھائی چارگی کا قیام:

مدینہ پہنچنے کے چند دن بعد مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر شروع کر دی جس سے مسلمانوں کے باہمی اجتماع اور میل و محبت کی راہ ہموار ہوگئی۔اسی طرح مہاجرین وانصار کے درمیان مواخات قائم کر کے تاریخ انسانی کا انتہائی تابناک کارنامہ انجام دیا۔(۲۹)

نبی کریم ﷺ کے قدم قدم پر تقاضائے عصر کو پیش نظر رکھنے کی حکمت عملی آج کے وارثان انبیاءؑ کیلئے مشعل راہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے عربی کے علاوہ دوسری زبانوں کی تحصیل کی طرف بھی صحابہ کرامؓ کو متوجہ فرمایا تھا۔حضرت زید بن ثابتؓ کو سریانی زبان سیکھنے کی تاکید فرمائی جس کی ضرورت یہود کے ساتھ معاملات میں پڑتی تھی۔ایک ماہ سے بھی کم عرصے میں حضرت زیدؓ نے اس زبان میں تحریر پڑھنے کی مہارت حاصل کر لی تھی۔(۳۰) اہل فارس سے ربط و ترجمانی کیلئے حضرت سلمان فارسیؓ سے مدد لی جاتی تھی۔نبی کریم ﷺ نے مختلف حکمرانوں کی جانب جن قاصدوں کو روانہ فرمایا وہ ان کی زبان جاننے والے تھے۔(۳۱)

لیکن دینی مدارس میں انگریزی زبان تا حال اجنبی زبان ہے۔اور تو اور عربی زبان میں تحریر اور بول چال نیز اردو میں ادبی اسلوب نگارش تک کا تصور مدارس میں ناپید ہے۔

نبی کریم ﷺ نے تیسیر کا عام اصول مسلمانوں کو دیا ہے، ارشادِ رسول اکرم ﷺ ہے:

''رسول ﷺ جب اپنے ساتھیوں کو کسی اہم کام کی غرض سے روانہ فرماتے تو انھیں خوب تلقین کرتے کہ خوشخبری دو بھگاؤ مت، آسانیاں پیدا کرو مشکل نہیں''۔(۳۲)

درس نظامی کے نصاب کا اصول اس کے برعکس ہے کہ زیادہ تر فنون کی مشکل ترین کتب کو نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے اور ہر قسم کی صلاحیتوں کا طالب علم اسی ایک ہی نصاب کو پڑھنے کا پابند بنایا گیا ہے۔اس اعتبار سے نصاب کی تشکیل جدید کرتے ہوئے آسان، قابل عمل اور مفید عناصر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔یہ اور اس جیسے دیگر عصری تقاضے دینی مدارس کے ماحول بالخصوص نصاب میں تبدیلی کے متقاضی ہیں۔

دینی مدارس کا معاشرتی کردار اور اثرات:

دینی مدارس میں دینی علوم کی تحصیل وتدریس کا ایک اہم مقصد ایسے رجالِ کار تیار کرنا ہے جو دینی علوم میں تخصص اور مہارت تامہ حاصل کر کے اسکی اشاعت اور ترویج کا ذریعہ بنیں لیکن اسے مقصود اصلی قرار نہیں دیا جاسکتا۔قرآن حکیم میں دینی علوم میں گہری بصیرت حاصل کرنے والے افرادِ امت کی حقیقی ذمہ داری قوم کو غلط روی سے متنبہ اور خبر دار کر کے اس کے انجامِ بد سے باز رکھنا قرار دیا گیا ہے۔قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل پڑے ہوتے، مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی (گہری) سمجھ بوجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کر دیتے تا کہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے۔'' (التوبۃ۹:۱۲۲)

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے وہاں موجود مسلمانوں سے دریافت کیا تھا کہ **الا ھل بلّغت؟** کیا میں نے دین پہنچانے کا فرض ادا کر دیا ہے؟ لوگوں نے جواب میں کہا: **بلیٰ**۔کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔تب نبی کریم ﷺ نے آسمان کی جانب نگاہ بلند کر کے فرمایا تھا: **الّلھمّ اشھد** اے میرے پروردگار تو گواہ رہنا (کہ میں نے تیرے دین کو ان لوگوں تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہ بھی اسکی گواہی دے رہے ہیں)۔تب نبی کریم ﷺ نے وہاں موجود مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد کر دی تھی:

''جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ غیر موجود لوگوں تک دین پہنچانے کیلئے تمام تر توانائیاں صرف کر دیں''۔(۳۳)

اس طرح یہ فریضہ قیامت تک آنے والے امت مسلمہ کے تمام افراد پر عائد کر دیا گیا ہے کہ وہ دین کی اشاعت اور تبلیغ کو اپنا مقصود اصلی بنائیں گے۔اربابِ دینی مدارس کا اپنے معاشرتی کردار اور اثرات کو مسجد ومدرسہ تک محدود کر دینا مثبت سوچ نہیں، اور اگر ایسا خارجی طور پر جبر وتسلط کے ماحول سے دل برداشتہ ہو کر ردّ عمل میں کیا گیا ہو تب بھی حکمت کے منافی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ مدارس کے فارغ التحصیل افراد اپنی قابلیت مخصوص قسم کے ایک کام میں ہی (یعنی مسجد

ومدرسہ میں امامت وتدریس کی حد تک) بروئے کار لانے کے ساتھ معاشرے کے مختلف شعبوں میں اپنی افادیت ثابت کریں۔اس کے لئے انہیں عصری امور سے ضروری واقفیت پیدا کرنی ہوگی تاکہ سماجی بہبود کے دائرے سے انہیں بے دخل نہ کیا جاسکے۔دینی مدارس کو امت مسلمہ کی ترقی وفلاح کیلئے قائدانہ کردار ادا کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔(۳۴)

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد کے زیر اہتمام ملک کے نامور اور بڑے ۶۵ دینی جامعات کے مشاہدے کے دوران ذمہ دارانِ مدارس سے مثالی مدرسے اور اس کے معاشرے میں کردار واثرات کے حوالے سے پوچھے گئے سوال کے جواب میں جن نکات کو اُن کی جانب سے پیش کیا گیا ہے اس سے دینی مدارس کی ترجیحات کا تعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔وہ نکات یہ ہیں:

☆ مدارس کا اپنے روایتی کردار کو برقرار رکھتے ہوئے معاشرے کی ضروریات کے مطابق رہنمائی کی اہلیت

☆ عصری علوم اور جدید ٹیکنالوجی میں مہارت

☆ کردارسازی واخلاقی تربیت　　　☆ ددمعیاری نظام تعلیم (۳۵)

فکروعقیدہ کی آبیاری:

دینی مدارس کے اثرات میں جن پہلوؤں کوملحوظِ خاطر رکھا جانا چاہیے ان میں فکروعقیدہ کی آبیاری نمایاں پہلو ہے۔ایک سروے کے مطابق پاکستان کے ۹۷ فیصد گھروں میں کوئی نہ کوئی باریش اور نمازی شخص موجود ہے۔پاکستان میں سب سے زیادہ چھپنے والی کتاب قرآن مجید ہے۔پاکستان کے سو فیصد مسلم گھرانوں میں قرآن مجید موجود ہے۔صلح وصفائی کے فیصلے قرآن مجید پر کیئے جاتے ہیں۔پاکستان میں مساجد اوران میں نماز پڑھنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔پاکستان میں ہر سال عمرے اور حج کے خواہش مندوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ہر سال ۷۰ ارب روپے خیرات کی جاتی ہے جس میں سے ۸۰ فیصد حصہ دینی مدارس اور مساجد میں جاتا ہے۔(۳۶)

یہ چند ظاہری پیمانے ہیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں مذہبی رجحانات کے فروغ میں دینی مدارس کا کردار ضرور شامل رہا ہوگا۔لیکن دوسرا رُخ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے کہ پاکستان میں بشمول عام سیاسی جماعتیں، ذرائع ابلاغ، این جی اوز اور عام تعلیمی ادارے اسلامی فکرونظریہ کی آبیاری اور تعلیمات نبوی ﷺ کی ترویج میں مصروف ہیں یا ان کے رویے اور طرزِ عمل سے ان تعلیمات کی بیخ کنی ہورہی ہے۔دینی مدارس کی قیادت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس تمام صورتِ حال کا درست تجزیہ کرکے اپنے کردار کا ازسرِ نو تعین کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب۴:۳۳)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے، اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی

نہیں آئے گا۔سرکار رسالت مآب ﷺ کی حیات طیبہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ نبی ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب سمیت مزید دو مردوں اور ایک عورت نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد جن فتنوں کی سرکوبی کیلئے غیر معمولی اقدامات کیے ان میں مدعیانِ نبوت کے استیصال کیلئے لشکر کی روانگی بھی شامل ہے۔اس لشکر نے یمامہ کے مقام پر مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے مسیلمہ کذاب کے لشکر کو شکست دی۔اس جنگ میں ۷۰۰ سے زائد حفاظ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔(۳۷)

جب برصغیر میں جھوٹے دعوائے نبوت کا فتنہ اٹھا اور قیام پاکستان کے بعد دوبارہ اس فتنے نے سر اٹھایا تو اس کی سرکوبی کی ضرورت تھی۔۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور ان کی قیادت میں اسلامیانِ پاکستان نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا معاملہ ۱۹۷۲ء میں اسمبلی کے فلور پر اٹھایا گیا بالآخر ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو مدارس، دینی جماعتوں اور عام مسلمانوں کے اشتراک سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور ہوئی۔اس موقع پر متفقہ طور پر مسلمانوں کی تعریف کا تعین کر کے اسے بھی آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔(۳۸) اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور فدائیانِ ختم نبوت جیسی تنظیموں کا قیام مدارس کے پلیٹ فارم سے عمل میں لایا گیا۔

اسلامی نظام حیات اور اقدار کا فروغ:

قرآن حکیم میں بعثتِ نبوی ﷺ کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ دین حق کو تمام ادیان باطلہ پر اور اسلامی تہذیب وتمدن کو تمام تہذیبوں پر غالب کیا جائے۔اسلام اخلاقی تعلیمات کے ساتھ اسلامی معاشرت کو استوار کرنے کے لئے قوانین کی تشکیل پر بھی زور دیتا ہے جس کے ذریعے احکام شریعت کا نفاذ عمل میں لایا جا سکے۔ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں عقائد اسلام، عبادات، آدابِ معاشرت اور اخلاقی تعلیمات کو فروغ دیا اور مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم کی جہاں اسلام کا نظام حیات پوری طرح جاری وساری رہا۔

پاکستان اسلامی نظریہ حیات کی بنیاد پر وجود میں آیا۔قیام پاکستان کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔انہوں نے دستور کا خاکہ مرتب کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔قومی سطح پر اسلامی دستور کے مطالبے کی مہم زوروں پر تھی۔تمام مکاتب فکر کے علماء اور عام مسلمان شدت سے اسلامی دستور کے اجراء کا مطالبہ کر رہے تھے۔۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو قرارداد مقاصد (Objectives Resolution) منظور کر لی گئی۔جس میں تسلیم کیا گیا تھا کہ ملک میں قرآن وسنت کے منافی قانون سازی نہیں کی جا سکے گی۔آگے چل کر قرارداد مقاصد کو آئین کا مؤثر حصہ بنا دیا گیا۔(۳۹)

ضرورت اس امر کی ہے کہ دستور پر اس کی حقیقی روح کے مطابق عملدر آمد کرانے کیلئے مشترکہ کاوشوں کو فروغ دیا جائے اور جس طرح ۱۹۵۱ء میں ملک بھر کے تمام مکاتب فکر کے نامور ۱۳۱ اکابر علمائے کرام نے دستور سازی کیلئے ۲۲ نکات کی صورت میں متفقہ بنیاد فراہم کی تھی اسی طرح اتفاق رائے اور باہمی اعتماد کی فضا قائم کرتے ہوئے اسلامیانِ پاکستان

کو اسلامی نظامِ زندگی کے بارے میں ابہام کے عفریت سے نجات دلانے کی کوشش کی جائے۔

اخوت اور اتحاد:

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اکرمﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر صحابہ کرامؓ کا ایک دستہ بنوقریظہ کی طرف روانہ کرتے وقت فرمایا تھا: ''بنوقریظہ پہنچنے سے پہلے کوئی شخص نماز عصر ادا نہ کرے''۔(۴۰)

جب راستے میں نماز عصر کا وقت ہوگیا تو نماز کی ادائیگی کے بارے میں دو قسم کے نقطہ ہائے نظر سامنے آئے۔بعض صحابہ کرامؓ کا مؤقف یہ تھا کہ رسول اکرمﷺ کا فرمان ہے کہ بنوقریظہ پہنچ کر نماز ادا کی جائے اس لئے ہم فرمانِ نبویﷺ کی تعمیل میں بنوقریظہ پہنچ کر ہی نماز ادا کریں گے۔جبکہ بعض دوسرے صحابہ کرامؓ کا مؤقف یہ تھا کہ اس فرمان نبویﷺ کا مقصود صرف یہ تھا کہ جلد سے جلد بنوقریظہ پہنچا جائے، اور نماز کا وقت ہوگیا ہے تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔بعد میں جب دونوں فریقوں نے اپنا اپنا مؤقف رسولﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو جناب رسول اکرمﷺ نے دونوں کے طرزِ عمل کو درست قرار دیا اور کسی کو بھی موردِ الزام نہیں ٹھہرایا۔کیوں کہ ہر گروہ نے نبی کریمﷺ کی اطاعت نیک نیتی کے ساتھ اپنے فہم کے مطابق کی،فرق صرف اتنا ہے کہ ایک فریق نے حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کیا جبکہ دوسرے فریق نے فرمان رسول اکرمﷺ کی روح اور مقصد کو سامنے رکھا یہ اختلافِ محمود کی بہترین مثال ہے۔(۴۱)

اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول اکرمﷺ بنیادی مصادر شریعت ہیں اور ان پر امت کا اتفاق ہر دور میں ہوسکتا ہے۔مدارس کسی بھی مکتبہ فکر کے ہوں وہاں بنیادی درس انہی مصادر شریعت کا دیا جاتا ہے،اس اعتبار سے دینی مدارس رواداری اور وحدت واخوت کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔اس سلسلے میں مختلف مکاتبِ فکر کے نمائندہ علمائے کرام کی آراء ذیل میں دی جارہی ہیں:

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی کا کہنا ہے: ''ہمارے جتنے دینی مدارس ہیں چاہے وہ کسی بھی مکتبہ فکر کے ہوں،ان سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو قرآن وسنت اور اپنے دینی مدارس میں چلنے والے نصاب کے مطابق محدود رکھیں اور ایک دوسرے کا احترام کریں۔یہ نہیں کہ میں کہوں کہ یہ فلاں مکتب فکر کا ہے اور اسے نیچا دکھانے کے لیے اپنے دلائل تھوپنے کی کوشش کروں،ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک دوسرے کے نصاب کی تعلیم کا بھی احترام ہونا چاہیے اور نظریات وعقائد کا بھی احترام ہونا چاہیے۔''(۴۲) مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے بیان کیا:

> اہل حدیث،دیوبندی، بریلوی اور شیعہ کے اختلافات دراصل تین چیزوں میں ہیں۔عبادات میں،وہ کچھ جزوی اختلافات ہیں۔سب کے نزدیک نمازیں پانچ ہیں۔تھوڑا بہت اختلاف ہے۔ہم نے ان اختلافات کو اہمیت دی ہوئی ہے حالانکہ تعمیر مملکت یا تعمیر ملت کے اندر ہمارے اجتماعی معاملات آتے ہیں۔ہمارے اجتماعی امور یعنی ہماری معاشرت، ہماری معیشت، سیاست

اور قانون یہ امور نظام اسلامی سے متعلق ہیں تو پھر نظام اسلامی میں اکٹھے کیوں نہیں ہو جاتے جبکہ یہاں کوئی بھی فقہی اختلاف نہیں ہے۔اس پر پہلے اکٹھے ہوں۔ جب اس پر اکٹھے ہو گئے تو اس کے اثرات باقی چیزوں پر بھی پڑیں گے۔میرے اندر ایک جذبہ ہے کہ کاش ہم زبان سے اتحاد ملت کی بات کرنے کے بجائے اس کا عملی مظاہرہ کریں۔(۴۳)

پروفیسر ڈاکٹر سہیل حسن (دعوہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) نے اپنے انفرادی تجربات اور اپنے والد گرامی قدر مولانا عبدالغفار حسن مرحوم کے واقعات حیات کے حوالے سے اظہار خیال فرمایا:

''اسلامی مسالک کے مابین اصل اختلاف تاویل وتفسیر کا ہے۔ہم نے قران وحدیث سے ایک طرح سے حکم لیا ہے، اس پر عمل کر رہے ہیں دوسرے نے دوسری طرح لیا ہے وہ اس پر عمل کر رہے ہیں۔اس میں جتنی ہم آہنگی ہو سکتی ہے وہ اچھی ہے اور جہاں نہیں ہو سکتی وہاں اپنے نقطہ نظر پر عمل کریں۔اختلاف میں کوئی حرج نہیں لیکن تناؤ،قتل وغارت اور تشدد کی کیفیت نہیں ہونی چاہیے۔باہمی اختلافات کا ایسا کوئی مسئلہ نہیں تھا،اس کے اسباب پر غور کرنا چاہیے۔نہ شیعہ سنی کا کوئی مسئلہ تھا، نہ حنفی دیوبندی اور بریلوی تھا۔سب مل جل کر رہتے تھے۔کراچی میں شیعہ فیملی بھی ہمارے دوستوں میں سے تھی۔آنا جانا، لین دین چلتا رہتا تھا۔ایسے تعلقات تھے کہ ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا یہ کچھ اور ہیں۔ہم آپس میں بھائی بہن کی طرح تھے۔ہم بچے اکٹھے کھیلتے تھے۔خواتین کو خالہ، ممانی کہتے تھے۔بڑی محبت سے رہتے سہتے تھے۔ان کی بچیاں بھی ہمارے گھر آتی تھیں۔تہواروں کے موقع پر ایک دوسرے کو کھانا بھیجتے تھے۔بعد میں معاشرے میں غلط چیزیں پیدا ہو گئیں۔یہ امن اور آشتی کا معاشرہ تھا۔اس کو ایسا بگاڑ دیا گیا کہ اب گویا ہم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ بھی نہیں سکتے، ایک دوسرے کے ساتھ بات بھی نہیں کر سکتے۔ایسی چیزیں کہاں سے آئی ہیں۔''(۴۴)

حافظ ریاض حسین نجفی وحدتِ امت کے مسئلے پر کہتے ہیں:

''ہم مسلمانوں کے مابین اتحاد، محبت اور یگانگت پر یقین رکھتے ہیں۔ہم تو غیر مسلموں کے ساتھ بھی رواداری ضروری سمجھتے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ انسان کی انسان کی حیثیت سے تکریم ہونی چاہیے۔مسلمان تو بہر حال مسلمان ہیں جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور حدیث کہتی ہے کہ مسلم مسلم کا بھائی ہے۔پہلے دور میں تمام مکاتب فکر کے علماء آپس میں ملتے جلتے تھے۔اب میل ملاقات کا یہ سلسلہ کم ہو گیا ہے۔اسے بہتر کرنے کی ضرورت

ہے۔اسی طرح ایک دوسرے کی کتابوں کا مطالعہ کیا جانا چاہیے۔ذمہ دار علماء کی کتب کو پڑھنا چاہیے۔ایک دوسرے کے فقہی مسلک اورادلہ کو جاننا چاہیے۔انھیں سامنے رکھ کر بات چیت کرنی چاہیے۔ہم دیکھیں گے کہ بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔اس طرح اشتراک وہم آہنگی کی فضا قائم ہوگی۔یہ امر افسوسناک ہے کہ تعصب کی ایسی فضا پیدا ہوچکی ہے کہ ایک دوسرے کی مساجد میں نماز پڑھنا مشکل ہوگیا ہے، پہلے ایسا نہیں تھا۔'' (۴۵)

مفتی غلام الرحمان (سربراہ جامعہ عثمانیہ پشاور) کا کہنا ہے کہ:"معروضی حالات، ذہنی سطح اور عقل وفکر کے تفاوت کی وجہ سے علمی اختلافات ناگزیر ہیں لیکن یہ اختلافات اختلافِ رائے کی حد تک ہونے چاہئیں۔اسے باہمی افتراق وانتشار، نزاع اور جھگڑوں کا ذریعہ بنانا دانشمندی نہیں۔ہر شخص کو اظہار رائے کا حق حاصل ہے، اس لیے اگر کوئی اختلاف کرے تو جذباتی رنگ سے اس کورد نہ کیا جائے۔جذباتیت کے بجائے سنجیدگی، معقولیت اور دلائل کی روشنی میں افہام وتفہیم ہونا چاہیے تاکہ خیر کے بجائے شر اور فائدہ کے بجائے نقصان نہ ہو۔" (۴۶)

امن عامہ/ فلاح و بہبود انسانی:

نبی کریم ﷺ کو قرآن حکیم میں رحمۃ للعالمین کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا۔نبی کریم ﷺ نے اپنے فرامین اور اخلاق کریمانہ کے ذریعے انسانی جان کی حرمت کا جو تصور انسانیت کو دیا اسی کی بنا پر نبی کریم ﷺ سراپا رحمت قرار پائے۔غزوات وسرایا کا شماریاتی تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دشمن کے ساتھ میدانِ جنگ میں جو بصیرت افروز حکمتِ عملی اپنائی تھی اس کی مثال قیامت تک پیش نہیں کی جاسکتی۔اسی کا نتیجہ ہے کہ دونوں طرف کا کم سے کم جانی نقصان ہوا۔نبی کریم ﷺ نے ریاست میں شہریوں کے جان، مال اور عزت وآبرو کے تحفظ کیلئے حدود کے نفاذ کو یقینی بنایا۔نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا لیکن جب معاملہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پامالی اور قابل دست درازی قانون امور کا ہوتو وہاں کسی صاحبِ حیثیت فرد کا بھی ذرا برابر خیال نہیں کیا گیا۔ایک قبیلے کی صاحبِ حیثیت فاطمہ نامی خاتون کی چوری کی سزا میں تخفیف کی سفارش کی گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

''کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتیں تو محمد ﷺ سزا میں ان کے ہاتھ کاٹنے سے بھی گریز نہ کرتے''۔(۴۷)

یہی طرز حکومت تھا جس کی بنا پر مدینہ کی اسلامی فلاحی ریاست میں مثالی امن وامان کا دوردورہ تھا اور اسلامی ریاست کے زیرسایہ فلاح وبہبود انسانی کا ایسا ماحول پروان چڑھا کہ لوگوں کو زکوٰۃ کے مستحق ڈھونڈنے سے نہ ملتے تھے۔بالآخر وہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع کرادی جاتی تھی جہاں سے دوسرے علاقوں کے مستحق لوگوں کی مدد کی جاتی تھی۔

دینی مدارس اور مساجد کا عوام میں براہ راست اثر ونفوذ ہوتا ہے۔عوام سے مستقل رابطہ اوران تک دین کا ابلاغ سماجی امن کے فروغ کا غیر معمولی ذریعہ ہے جسے عوامی سطح پر مدارس کی جانب سے مضبوط کرنے کی اشد ضرورت ہے۔عوام الناس کی فلاح

و بہبود جوفی الواقع حکومتی اداروں اور بین الاقوامی امداد و وسائل کی حامل این جی اوز کا کام ہے لیکن بلاتفریق رنگ ونسل اور مسلک وفرقہ سے بالاتر رہتے ہوئے دینی مدارس کی جانب سے عوام الناس کی فلاح و بہبود کے کام اور خصوصی طور پر قدرتی آفات کے مواقع پر انجام دی جانے والی رفاہی سرگرمیاں دینی مدارس کی ہمہ جہت اثر انگیزی کا ذریعہ بنی ہیں۔مدارس میں مقامی آبادی کے لیے ڈسپنسری قائم کرنے کا عام رجحان ہے۔اس سلسلے میں کئی مدارس بڑے ہسپتال قائم کرنے کا منصوبہ بھی رکھتے ہیں اور بعض مدارس این جی اوز کی طرز پر بڑی رفاہی تنظیمیں قائم کرکے عوام کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔مدارس کے لیے ان تمام خدمات کے ساتھ چیلنج یہ بھی ہے کہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اپنا امیج بہتر بنانے کے لیے اقدامات کریں۔

9/11 کے واقعات کے بعد پاکستان کے مدارس پر دہشت گردی کا الزام لگانے کی عام روایت بن چکی ہے۔واشنگٹن کے معروف تھنک ٹینک Brookings Institute کی ایک رپورٹ میں واشگاف الفاظ میں دینی مدارس اور دہشت گردی وعسکریت کے مابین رابطوں کی تردید کی گئی ہے۔رپورٹ میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ عسکریت اور مدارس کے مابین براہ راست کوئی تعلق ثابت نہیں ہوسکا ہے۔رپورٹ کے آخر میں Key Findings میں کہا گیا ہے(۴۸):

> Contrary to popular belief Madrasas have not risen to fill the gap in public education supply and have not been one of the primary causes of the recent rise in militancy.

بین الاقوامی سطح پر دینی مدارس پر عائد کیے جانے والے الزامات سے اربابِ مدارس بہت کم واقف ہوتے ہیں چہ جائیکہ وہ ان کی تردید کرنے اور ایسے مسائل سے نمٹنے کے لیے مؤثر لائحہ عمل بنا سکیں، یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب مدارس کے ذمہ لازم ہے۔

تحقیق وتصنیف/ ابلاغ عامہ:

نبی کریم ﷺ مختلف شعبوں میں اختصاصی حیثیت اور مہارت حاصل کرنے والے صحابہ کرامؓ سے تحصیل علم کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے چار صحابہ کرامؓ عبداللہ بن مسعودؓ، سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ، ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ کا خصوصی طور پر تذکرہ فرمایا۔(۴۹)

ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ نے حلال وحرام کے علم کیلئے معاذ بن جبلؓ کو، علم الفرائض کیلئے زید بن ثابتؓ کو اور قرآن حکیم کیلئے ابی بن کعبؓ کو دوسروں سے زیادہ امتیازی حیثیت کا حامل قرار دیا۔(۵۰)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حدیث اور فقہ کے علاوہ دیگر علوم ادب، شاعری، انسابِ عرب اور طب وغیرہ میں دسترس رکھتی تھیں۔(۵۱)

دینی مدارس کا معاملہ اس سے مختلف نظر آتا ہے۔اگر مدارس کے نصاب کو جو اس وقت بھی رائج ہے دیکھا جائے تو یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ مدارس میں کسی مضمون میں اختصاصی حیثیت حاصل کرنے کی نہ تو گنجائش ہے اور نہ یہ مقاصد میں شامل

ہے۔کیونکہ دینی مدارس کے نصاب میں جملہ علوم وفنون کی مبادیات پر مشتمل کتب سے لیکر اس فن کی بعض حد درجہ پیچیدہ کتب شامل درس رکھی گئی ہیں۔مولانا یوسف بنوریؒ نے اپنے مقالات میں دینی مدارس میں اختصاصی علم کے حوالے سے تجویز کیا تھا:

"مشترکہ عام نصاب کے بعد تخصص وتکمیل (ڈاکٹریٹ) کے درجات مقرر کیے جائیں، جس کو جس فن سے زیادہ مناسبت ہو یا طبعی رجحان ہو اس کو وہ حاصل کر کے فن کا ماہر خصوصی بن سکے گا۔۔۔تخصص وتکمیل کے لیے حسب ذیل درجات ہونے چاہیے:

(۱)التخصص فی علوم القرآن والتفسیر. (۲)التخصص فی علوم الحدیث. (۳)التخصص فی الادب والتاریخ. (۴)التخصص فی الفقه واصول الفقه والقضاء والافتاء. (۵)التخصص فی علم التوحید والفلسفة والمعقول.(۶)التخصص فی علم المعیشة والاقتصاد. (۷)التخصص فی علم الاخلاق والتصوف(۵۲)

مدارس میں بہت زیادہ تو نہیں لیکن کم از کم تخصص فی الفقہ والافتاء کا اہتمام کئی سالوں سے ہر قابل ذکر بڑے مدرسے میں کیا جارہا ہے اور اب کچھ عرصے سے چند بڑے اداروں میں اقتصاد ومعیشت اور فقہ المعاملات میں تخصص کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور چند ایک میں عام روایت سے ہٹ کر تخصص فی الادب العربی بھی کرایا جارہا ہے۔(۵۳)

دین کے بڑے پیمانے پر ابلاغ اور عوام الناس کی دینی رہنمائی کیلئے دینی مدارس میں اشاعتی اداروں، شعبہ تصنیف وتالیف، دارالافتاء، لائبریریاں، جرائد ورسائل، اخبارات اور شعبہ دعوت وتبلیغ کے سلسلے جاری وساری ہیں۔بعض بڑے دینی ادارے اسلامی چینلز کے آغاز کیلئے کوشاں ہیں۔مدارس کے زیر انتظام عصری تعلیم کے ادارے عرصہ دراز سے چل رہے ہیں۔(CIE) Center for Islamic Economics اور Karachi Institute of Management (KIMS) and Sciences دینی مدارس کے تحت نئے تجربات ہیں اس کے باوجود عام دینی مدارس تک ان کے اثرات پہنچنے میں خاصا وقت اور محنت درکار ہوں گے۔

حقوق مصطفیٰ ﷺ کے تقاضے اور مطالعہ سیرت:

زندگی کے مختلف شعبوں بالخصوص تعلیمی وتربیتی اداروں میں حقوقِ مصطفیٰ ﷺ کے تقاضوں کی تکمیل قرآن وسنت کی حقیقی تعلیمات کو عام کیے بغیر ممکن نہیں۔

مطالعہ سیرت علوم اسلامی کی عملی (Practical) اور تطبیقی (Applicable) شاخ ہے، نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو جو تمام مسلمانوں کے لئے قابل تقلید اور واجب الاتباع ہے، جاننے اور اس کے مطابق عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مطالعہ سیرت کو تعلیمی اداروں میں بطور مضمون لازمی قرار دیا جائے۔اسلامی تاریخ میں کئی نامور مفکرین نے سیرت کا علم حاصل کرنا مسلمانوں کیلئے لازمی قرار دیا۔

دینی مدارس کے نصابِ درس میں مطالعہ سیرت کا جائزہ:

دینی مدارس کا اسلام کو مطلوب معاشرتی وسماجی اصلاح سے براہ راست تعلق ہے اور دینی مدارس علوم اسلامیہ کی درس وتدریس کے اہم مراکز شمار کیے جاتے ہیں۔دینی مدارس کے مقاصدِ وجود میں یہ بات نمایاں طور پر پیش کی جاتی ہے کہ جس ملت کے معمار اول رحمۃ للعالمین ﷺ تھے ان کے بعد دینی مدارس سے وابستہ علمائے دین اس فرض کی انجام دہی کیلئے نبی کریم ﷺ کی جانشینی کا حق ادا کریں جس کیلئے سیرت طیبہ اور اسوہ رسول اکرم ﷺ کا مکمل شعور وادراک ضروری ہے۔

سرکار رسالت مآب ﷺ کی حیات طیبہ کی تفصیلات کتب حدیث میں بھی بیان ہوئی ہیں۔اور کتب سیرت میں بھی۔محدثین اور سیرت نگار دونوں کا موضوع نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے متعلق امور ہیں لیکن محدثین کا اصل اہتمام رسول اکرم ﷺ کے ارشادات، آپ ﷺ کے افعال واعمال اور تقریرات پر اس اعتبار سے ہے کہ کیا چیز جائز اور کیا ناجائز ہے یا کیا اولیٰ وغیر اولیٰ ہیں؟ اس کے برعکس سیرت نگاروں کا زور اس پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ، شخصیت مبارکہ اور اخلاقِ کریمانہ کیا تھے۔اس لیے دونوں علوم کے مضامین بہت حد تک ایک دوسرے میں پائے جاتے ہیں۔اس کے باوجود حدیث میں اصل بحث اقوال وافعال رسول ﷺ کے حوالے سے اور ذات وشمائل رسول اکرم ﷺ کے حوالے سے ضمناً ملتی ہے اور سیرت میں ذات وشمائل رسول ﷺ اصلاً زیر بحث آتے ہیں اور اقوال وافعال پر ضمناً وتبعاً بحث کی جاتی ہے۔(۵۴) اور مدارس میں حدیث پڑھائی جاتی ہے لیکن اس میں فقہی اسلوب پیش نظر رکھا جاتا ہے اس لیے مطالعہ سیرت کو مدارس کے نصاب میں اسی طرح اہمیت دی جانی چاہیے جیسے مختلف قومی وبین الاقوامی جامعات میں مطالعہ سیرت کے شعبے یا مسند (Chair) قایم کیے جاتے ہیں اور عام تعلیمی اداروں میں بطور مضمون سیرت طیبہ کو شامل درس کیا جاتا ہے۔مدارس کے بورڈز اور پاکستان مدرسہ ایجوکیشن بورڈ اسلام آباد نے نصاب میں مطالعہ سیرت پر کس قدر توجہ دی ہے، اس کی تفصیل آگے دی گئی ہے۔

جائزہ نصاب وفاق المدارس العربیۃ پاکستان (۵۵)

شمار	درجہ	سال	کتاب/مؤلف
۱	متوسط (مڈل)	سوم (آٹھویں جماعت)	سیرت الرسولؐ (مرتبہ وفاق المدارس)
۲	نصاب تعلیم دراساتِ دینیہ (دوسالہ کورس)	اوّل	سیرت خاتم الانبیاء (مفتی محمد شفیع)

جائزہ نصاب رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان (۵۶)

شمار	درجہ	سال	کتاب/مؤلف
۱	ابتدائیہ (پرائمری)	چہارم (چوتھی جماعت)	پیغمبروں کی کہانی
۲	متوسط (مڈل)	ہفتم (ساتویں جماعت)	سیرت خاتم الانبیاء (مفتی محمد شفیع)

۳	ثانویہ عامہ (میٹرک)	اوّل (نویں جماعت)	حیاتِ طیبہ
۴	ثانویہ عامہ (میٹرک)	دوم (دسویں جماعت)	محسنِ انسانیت (نعیم صدیقی) سیرت النبیؐ دوم (علامہ شبلی نعمانی/سید سلیمان ندوی) [اضافی کتب برائے مطالعہ]
۵	ثانویہ خاصہ (انٹر)	اوّل (فرسٹ ایئر)	مسئلہ ختم نبوت (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی) [اضافی کتب برائے مطالعہ]

جائزہ نصاب تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان (۵۷)

شمار	درجہ	سال	کتاب/مؤلف
۱	ثانویہ خاصہ (ایف اے)	اوّل	سیرتِ رسول عربیؐ (پہلے چار ابواب مولانا نور بخش توکلی

جائزہ نصاب وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان: (۵۸)

شمار	درجہ	سال	کتاب/مؤلف
۱	ثانویہ عامہ (میٹرک)	اوّل (نویں جماعت)	مہرِ نبوت (قاضی سلیمان منصور پوری)
۲	ثانویہ عامہ (میٹرک)	دوم (دسویں جماعت)	رحمتِ عالمﷺ (سید سلیمان ندوی)

جائزہ نصاب وفاق المدارس الشیعہ پاکستان (۵۹)

شمار	درجہ	سال	کتاب/مؤلف
۱	عالیہ	اوّل، دوم	تاریخِ اسلام (مکمل) یعقوبی

جائزہ نصاب ماڈل دینی مدارس/ دارالعلوم پاکستان مدرسہ ایجوکیشن بورڈ اسلام آباد: (۶۰)

شمار	درجہ	سال	کتاب/مؤلف
۱	متوسط (مڈل)	اوّل (چھٹی جماعت)	سیرت رسول پاکؐ (عبدالواحد سندھی)
۲	متوسط (مڈل)	دوم (ساتویں جماعت)	سیرت محبوب خداؐ (چوہدری افضل حق)
۳	متوسط (مڈل)	سوم (آٹھویں جماعت)	النبی الخاتمؐ (مولانا مناظر احسن گیلانی) رحمتِ عالمؐ (سید سلیمان ندوی)
۴	ثانویہ عامہ (میٹرک)	چہارم (نویں جماعت)	رحمۃ للعالمینؐ جلد اول (قاضی سلیمان منصور پوری)

۵	ثانویہ عامہ (میٹرک)	پنجم (دسویں جماعت)	رحمۃ للعالمینؐ جلد دوم (قاضی سلیمان منصور پوری) ضیاء النبیؐ (پیر محمد کرم شاہ الازہری) [جلد ۲،۳،۴ برائے مطالعہ]
۶	ثانویہ خاصہ (انٹر)	اوّل (فرسٹ ایئر)	رحمۃ للعالمینؐ جلد سوم (قاضی سلیمان منصور پوری)

مختلف بورڈز کے نصابات کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ حکومتی بورڈ کے علاوہ مدارس کے پانچ بڑے بورڈز نے ایک یا دو سال کے نصاب میں سیرت نبوی ﷺ کی کتب شاملِ درس کی ہیں۔ سیرت کی جن کتب کو شاملِ درس کیا گیا ہے ان کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ بیش تر کتب سیرت کے تعارفی مطالعے کی غرض سے نصاب میں رکھی گئی ہیں، سیرت کی امہاتِ کتب میں سے کوئی کتاب شاملِ درس نہیں۔ وفاق المدارس الشیعہ میں عالمیہ کے نصاب میں تاریخ یعقوبی کو رکھا گیا ہے، لیکن اس بات کی وضاحت نہیں کہ اس کے کس حصے کو پڑھانا مقصود ہے اور کیا اس سے مطالعہ سیرت کی کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے؟ پاکستان مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے مقرر کردہ نصاب میں متوسطہ (مڈل) کے تینوں سال، ثانویہ عامہ (میٹرک) کے دونوں سال اور ثانویہ خاصہ (انٹرمیڈیٹ) کے پہلے سال میں کتبِ سیرت کو شامل کیا گیا ہے۔ عام دینی مدارس اس سے کس قدر استفادہ کرسکتے ہیں اور اسے بطور مثال کس قدر اہمیت دیتے ہیں اس کا امکان بہت کم ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ماڈل دینی مدارس یا دار العلوم کا دائرہ کار کافی محدود ہے۔ سیرت کو نصاب کا مستقل جزو بنانے کے حوالے سے دینی مدارس بورڈز کے غیر رسمی (Informal) فورم پر یہ تجویز دینی مدارس بورڈز کی متفقہ سفارشات کے طور پر منظور کی جاچکی ہے۔(۶۱)

لیکن دینی مدارس کے بورڈز کی جانب سے اس تجویز پر عملدرآمد کیلئے پیش رفت کا ابھی تک آغاز نہیں کیا گیا۔

سعودی عرب میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت الهيئة العالمية لتحفيظ القرآن الكريم نے اپنے زیر انتظام چلنے والے قرآنی مراکز کیلئے ایک دو سالہ نصاب مرتب کیا ہے۔ اس نصاب میں سیرت نبوی ﷺ پر درج ذیل کتب شامل کی گئی ہیں: (۶۲)

- دروس من الهدى النبوي ﷺ (۲ حصے)　　　دکتور انس کرزون
- بدائع التوجيهات النبوية　　　دکتور انس کرزون
- قطوف تربوية من السيرة والشمائل النبوية　　　احمد کرزون

دینی مدارس میں نصابِ مطالعہ سیرت کی تجاویز:

۱۔ یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ دینی مدارس میں مطالعہ سیرت کو ضرورت واہمیت کے مطابق نصاب کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ حدیث جسے قرآن حکیم کے بعد سیرت کے اہم ترین ماخذ کا درجہ حاصل ہے، اس کی تدریس بھی دینی مدارس میں فقہیانہ اسلوب کے مطابق کی جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حدیث اور سیرت دونوں کی تدریس کو ان

کے مناہج کے فرق کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے یقینی بنایا جائے۔

۲۔ مطالعہ سیرت کو اہمیت دینے کے غرض سے دینی مدارس میں سیرت کے بنیادی ماٗخذ میں سے کم از کم کسی ایک کتاب کو باضابطہ طور پر شاملِ درس کیا جائے۔مثلاً ابن کثیرؒ کی البدایۃ والنہایۃ کے سیرت سے متعلق حصے کو اعلیٰ درجات (عالیہ وعالمیہ) کے نصاب میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ جس طرح سیرت ابن ہشام سیرت کی امہاتِ کتب میں شمار کی جاتی ہے دینی مدارس میں بشمول مذکورہ کتب بنیادی ماٗخذ سیرت کے تعارفی وتجزیاتی مطالعے اوران ماٗخذ سے استفادے کا رجحان فروغ دینے کیلئے تخصص فی الفقہ والافتاء کی طرز پر دوسالہ **تخصص فی السیرۃ النبویۃ**ﷺ کا آغاز کیا جائے۔

خلاصہ بحث/تجاویز

☆ اسوہ نبوی ﷺ کے مطابق تربیت کے کام میں فکر وعقیدے کی اصلاح اور اخلاق وکردار کی تعمیر کے ساتھ جسمانی صحت اور نشوونما،تہذیب وسلیقہ اور مختلف مہارتوں اور صلاحیتوں کی آبیاری (Skills Development) شامل ہیں جس پر مدارس میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

☆ ہم نصابی سرگرمیاں کسی بھی تعلیمی ادارے کے نظام تعلیم وتربیت کو مؤثر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔دینی مدارس کے نظام میں اس سے استفادہ کیا جارہا ہے،لیکن اس کو مزید وسعت دینے اور مؤثر بنانیکی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

☆ علمائے کرام اللہ کے رسول ﷺ کے ورثاء ہیں،معاشرے میں ان کے قائدانہ کردار کو مستحکم کرنے کیلئے دینی مدارس کے طلبہ میں قائدانہ صلاحیت پروان چڑھانا ضروری ہے۔

☆ مدارس کے پورے ماحول میں سلیقہ وقرینہ،طہارت ونظافت اور آرائش وزیبائش کا اہتمام مدارس کے اساتذہ،طلبہ اورانتظامیہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ کے طریقِ تعلیم وتربیت میں تنوع اور وسعت پائی جاتی تھی۔متعدد جدید تدریسی طریقے نبی کریم ﷺ کے طریقِ تعلیم وتربیت سے استفادہ کرتے ہوئے اختیار کیے گئے ہیں۔دینی مدارس میں ان طریقوں کو بشمول سمعی وبصری معاونتوں کے فروغ دینے سے طلبہ کی علمی وفکری استعداد میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔

☆ اسلام کے مختلف پہلوؤں بالخصوص ناموسِ رسول اکرم ﷺ پر دشمنان اسلام کے رکیک حملوں کے تدارک کیلئے مغربی فلسفہ حیات کو سمجھ کران کی اپنی زبان میں جواب دینے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔مدارس میں بین الاقوامی سطح کی زبانوں کی تدریس اس غرض سے کی جائے کہ اسلام مخالف زہریلے پروپیگنڈے کا مدلل رد کیا جاسکے۔

☆ اربابِ مدارس اپنے معاشرتی کرداراوراثرات کو مسجد ومدرسہ تک محدود کرنے کے بجائے معاشرے کے مختلف شعبوں میں اپنی افادیت ثابت کریں۔اس کیلئے انہیں عصری امور سے ضروری واقفیت پیدا کرنی ہوگی۔

☆ دینی طبقوں میں ہم آہنگی اور اتفاق رائے کا ہونا عصر حاضر کا اہم تقاضہ ہے تاکہ اسلام کے مختلف احکامات اور نبی کریم ﷺ کی واضح تعلیمات کے بارے میں پیدا کئے جانے والے شکوک وشبہات اور ابہام کا ازالہ کیا جاسکے۔دینی مدارس بین المسالک رواداری اور وحدت واخوت کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں وحدت کو برقرار رکھ کر مشرکین، یہود اور منافقین کی شرانگیزیوں کا منہ توڑ جواب دیا۔

☆ مدارس کے نصاب اور نظام میں مختلف مضامین میں اختصاصی قابلیت پروان چڑھانے کیلئے تحقیقی رجحانات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

☆ مطالعہ سیرت علوم اسلامی کی عملی اور تطبیقی شاخ ہے۔دینی مدارس کے نصاب میں مطالعہ سیرت کو شایانِ شان مقام حاصل نہیں۔مدارس کے بورڈز پاکستان مدرسہ ایجوکیشن بورڈ اسلام آباد کی طرز پر نصاب میں مطالعہ سیرت کو مستقل مضمون کی حیثیت سے جگہ دیں تاکہ دینی مدارس میں سیرت النبی ﷺ کے میدان میں تحقیق کی راہ ہموار ہوسکے، اس ذریعے سے اہل مغرب اور مستشرقین کی جانب سے کئے جانے والے پروپیگنڈے کا توڑ اور حقوق مصطفی ﷺ کے تقاضوں کی تکمیل ممکن بنائی جاسکتی ہے۔

☆ مطالعہ سیرت کو اہمیت دینے کے غرض سے دینی مدارس میں سیرت کے بنیادی ماٰخذ میں سے کم ازکم کسی ایک کتاب کو باضابطہ طور پر شاملِ درس کیا جائے۔مثلاً ابن کثیرؒ کی البدایۃ والنہایۃ کے سیرت سے متعلق حصے کو اعلیٰ درجات (عالیہ وعالمیہ) کے نصاب میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

☆ جیسے سیرت ابن ہشام سیرت کی امہاتِ کتب میں شمار کی جاتی ہے اسی طرح دینی مدارس میں بشمول مذکورہ کتب بنیادی ماٰخذ سیرت کے تعارفی وتجزیاتی مطالعے اور ان ماٰخذ سے استفادے کا رجحان فروغ دینے کیلئے تخصص فی الفقہ والافتاء کی طرز پر دو سالہ تخصص فی السیرۃ النبویۃ ﷺ کا آغاز کیا جائے۔

مراجع وحواشی

۱۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث سنن ابوداؤد، کتاب العلم، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، باب فضل العلم حدیث رقم ۳۶۴۱

۲۔ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، بحوالہ مؤطا امام مالکؒ، مکتبۂ تعمیر انسانیت، اردو بازار لاہور س ن، جلد ۶ ص ۱۵

۳۔ پروفیسر، سید محمد سلیم، ہندو پاکستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم وتربیت، ادارہ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ پاکستان ۱۹۹۳ء، ص ۱۳۴۔۱۴۸۱

۴۔ ڈاکٹر، لیاقت علی خان نیازی، پاکستان کے لیے مثالی نظامِ تعلیم کی تشکیل، تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۲ء، ص ۱۳۳-۱۳۴

۵۔ شیریں زادہ خدوخیل، عہد رسالت ﷺ کا نظام تعلیم اور عصر حاضر، الفیصل ناشران لاہور، ص ۲۵۳--۲۶۱

۶۔ قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح المسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء

۷۔ ابوداؤد، سلیمان بن الشعث سنن ابوداؤد، کتاب الجھاد، باب فیالرمی، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۲۵۱۳

۸۔ خالد رحمٰن، دینی مدارس-تبدیلی کے رجحانات، آئی پی ایس اسلام آباد ۲۰۰۸ء، ص ۴۷-۴۸

۹۔ ڈاکٹر محمد امین، ہمارا دینی نظام تعلیم، دارالاخلاص لاہور ۲۰۰۶ء، ص ۱۸۴-۱۸۵

۱۰۔ خالد رحمان، پاکستان میں دینی تعلیم، منظر، پسِ منظر و پیش منظر، اے ڈی میکن، آئی پی ایس اسلام آباد ۲۰۰۹ء، ص ۱۳۸

۱۱۔ پروفیسر، سید محمد سلیم، ہندو پاکستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، ادارہ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ پاکستان ۱۹۹۳ء، ص ۳۵-۳۷

۱۲۔ العمری، اکرم ضیاء، مدنی معاشرہ (عہد رسالت ﷺ میں)، ترجمہ عذرا نسیم فاروقی ص ۱۱۷-۱۱۸، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد ۲۰۰۵ء

۱۳۔ ایضاً ص ۱۲۱-۱۲۲

۱۴۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الطھارۃ باب فضل الوضوء حدیث رقم ۵۳۴ موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء

۱۵۔ الزرنوجی، برہان الاسلام، تعلیم المتعلم طریق التعلم ص ۲۲   ۱۶۔ ایضاً ص ۳۳

۱۷۔ الزرنوجی، برہان الاسلام، تعلیم المتعلم طریق التعلّم، ص ۵۳

۱۸۔ پروفیسر، سید محمد سلیم، درس گاہ کی ہم نصابی سرگرمیاں، ادارہ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ پاکستان لاہور ۲۰۰۰ء، ص ۳۸-۴۰

۱۹۔ شیریں زادہ خدوخیل، عہد رسالت ﷺ کا نظام تعلیم اور عصر حاضر، الفیصل ناشران لاہور ۲۰۱۰ء، ص ۵۱

۲۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل من علِم وعلّم، حدیث رقم ۷۹

۲۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۷۲۷۳

۲۲۔ دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی، باب فی کراھیۃ اخذ الراء، حدیث رقم ۲۰۴

۲۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۳۷۷۸-۳۷۷۹

۲۴۔ خالد رحمٰن، دینی مدارس- تبدیلی کے رجحانات، طبع آئی پی ایس اسلام آباد ۲۰۰۸ء، ص ۳۹   ۲۵۔ ایضاً ص ۴۰-۴۱

۲۶۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، المکتبہ السّلفیہ لاہور س ن، ص ۱۱۳

۲۷۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، المکتبہ السّلفیہ لاہور س ن، ص ۱۳۰-۱۳۱

۲۸۔ ایضاً ص ۲۲۹   ۲۹۔ ایضاً ص ۲۶۰، ۲۵۶-۲۵۶

۳۰۔ ابوداؤد، سلیمان بن الشعث سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب روایۃ حدیث اھل الکتاب، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۳۲۴۵

۳۱۔ عہد رسالت ﷺ کا نظام تعلیم اور عصر حاضر، شیریں زادہ خدوخیل، ص ۸۸

۳۲۔ صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الجھاد والسیر، باب فی الامر بالتیسیر وترک التنفیر، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۴۵۲۵

۳۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۴۴۰۶

۳۴۔ خالد رحمان، پاکستان میں دینی تعلیم، منظر، پسِ منظر و پیش منظر، اے ڈی میکن، آئی پی ایس اسلام آباد ۲۰۰۹ء، ص ۳۱۸

۳۵۔ خالد رحمٰن، دینی مدارس-تبدیلی کے رجحانات، آئی پی ایس اسلام آباد ۲۰۰۸ء، ص ۹۲

۳۶۔ انور غازی، دہشتگردی کے اڈے یا خیر کے مراکز، الحجاز کراچی ۲۰۱۱ء، ص ۱۹۷-۱۹۸

۳۷۔ یعقوبی، احمد بن یعقوب، تاریخ الیعقوبی، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۹۹۹ء، جلد دوم ص ۸۸

۳۸۔ راشدی، سید محمد زین العابدین شاہ، انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص ۳۴۱-۳۴۲، زاویہ پبلشرز لاہور ۲۰۰۴ء/تذکرہ مشاہیر علمائے

کراچی اوران کی علمی ودینی خدمات، محمد حسین صدیقی، مکتبہ حسان کراچی ۲۰۰۵ء، ص ۲۱۳

۳۹۔ ڈاکٹر، ایچ بی خان، تحریک پاکستان میں علما کا سیاسی وعلمی کردار، ص ۲۵۵-۲۵۶ الحمد اکادمی کراچی ۱۹۹۵ء/ پاکستان کی سیاسی جماعتیں، مسعود اشعر، پروفیسر محمد عثمان، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۴۴۶-۴۴۷

۴۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المغازی، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۹۱۱۴

۴۱۔ حافظ، حبیب الرحمن، فقہی اختلافات، حقیقت، اسباب اور آداب وضوابط، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ۲۰۰۹، ص ۸-۹

۴۲۔ ثاقب اکبر، امت اسلامیہ کی شیرازہ بندی، البصیرہ پبلی کیشنز اسلام آباد طبع دوم ۲۰۱۲ء، ص ۴۷

۴۳۔ ایضاً ص ۵۶-۵۷ ۴۴۔ ایضاً ص ۵۷-۵۸

۴۵۔ ثاقب اکبر، امت اسلامیہ کی شیرازہ بندی، البصیرہ پبلی کیشنز اسلام آباد طبع دوم ۲۰۱۲ء، ص ۷۰-۷۱ ۴۶۔ ایضاً ص ۴۸-۴۹

۴۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۶۷۸۸

۴۸۔ Robecca Winthrop, Corinne Graff, Beyond Madrasas, Assessing the Links Between Education and Militancy in Pakistan, Pg 19, 48, Brookings Center For Universal Education Working Paper, June 2010.

۴۹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۳۷۵۸

۵۰۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، الکتاب المناقب، موسوعۃ الحدیث الشریف دارالسلام ریاض ۲۰۰۰ء، حدیث رقم ۳۷۹۰

۵۱۔ التراتیب الاداریۃ (القسم العاشر)، محمد عبدالحئ الکتانی، شرکۃ دارالارقم بیروت س ن

۵۲۔ بنوری، محمد یوسف، دینی مدارس کی ضرورت اور جدید تقاضوں کے مطابق نصاب ونظام تعلیم ص ۹۸، ۱۰۳، بیت العلم کراچی ۲۰۰۰ء/ دینی مدارس، تبدیلی کے رجحانات، خالد رحمن، آئی پی ایس اسلام آباد ۲۰۰۸ء، ص ۳۵

۵۳۔ خالد رحمن، دینی مدارس، تبدیلی کے رجحانات، ص ۴۸-۴۹

۵۴۔ غازی، محمود احمد محاضرات سیرت، الفیصل ناشران لاہور ۲۰۰۷ء، ص ۲۷

۵۵۔ www.wifaqulmadaris.org

۵۶۔ دستور اور نصاب تعلیم رابطۃ المدارس الاسلامیۃ پاکستان منصورہ لاہور س ن

۵۷۔ www.tanzeemulmadaris.com/syllubus

۵۸۔ وفاق المدارس السّلفیہ، نظام تعلیم اور نظام امتحانات، جامعہ سلفیہ فیصل آباد ۲۰۱۱ء، ص ۱۲-۳۱

۵۹۔ سلیم منصور خالد، دینی مدارس میں تعلیم، کیفیت، مسائل، امکانات، آئی پی ایس اسلام آباد ۲۰۰۲ء، ص ۴۱۰

۶۰۔ نصاب تعلیم برائے ماڈل دینی مدارس و ماڈل دارالعلوم، پاکستان مدرسہ ایجوکیشن بورڈ اسلام آباد ۲۰۰۳ء، ص ۴-۱۷

۶۱۔ ڈاکٹر محمد امین، ہمارا دینی نظام تعلیم، دارالاخلاص لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۱۲۵

۶۲۔ خطۃ المراکز القرآنیہ ومعاھد تاھیل الحفاظ، الھیئۃ العالمیۃ لتحفیظ القرآن الکریم جدہ س ن، ص ۴۴